بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

"کچھ نقشبندیون کے متعلق"

(از اکمل آف گولیکی)

باطل کے سر پر ایک ایسا حربہ چل چکا ہے کہ اب کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ تھی مگر حرکت مذبوحی سے خون کے چھینٹے ہوتے کے دامن پر پڑنے کا خوف ہے اس لئے ایک اور حربہ لگا دیا جاتا ہے تاکہ پھر ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو جاوے۔

اصل مین نقشبندیون نے خواہ مخواہ اس بحث کو طول دے رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اصل سوال کے جواب کی طرف نہین آتے۔ ادھر اُدھر کی باتین کرتے ہین اس طرح تو قیامت تک یہ سلسلہ ختم نہین ہو سکتا۔

سوال صرف یہ ہے کہ نقشبندی جس طرح بشرط تصور شیخ۔ حرکت نبضیہ حبس تنفس وغیرہ ذالک۔ ذکر کرتے ہین۔ اور وصول الی اللہ کا جو طریق اونہون نے مقرر کر رکھا ہے آیا اس کی سند کتاب و سُنت سے بھی مل سکتی ہے یا نہین سنت کی تعریف کیا ہے۔ الطریقۃ الحسنۃ التی سلکہا النبی صلعم او الصحابہ (نور الانوار قمر الاقمار) یا ما واظب علیہ النبی صلعم مع ترکہ مرۃ او مرتین (خلاصۃ الفقہ) پس آیا اس سے تمہارا طرز عمل ثابت ہو سکتا ہے مین کہتا ہون ہرگز نہین۔

آپ مجھ سے پوچھتے ہین کہ نقشبندیون مین اگر کچھ نہ تھا تو کفار ان کے مرید کیون بنے؟ ہر ایک کافر مسمرائزر نہین کہ وہ اس کی حقیقت کو پہونچے۔ پھر جو ایک بے جان پتھر کو بھی خدا سمجھتے ہین اور جو انسان کے ہر ایک عضو کی پوجا کر لیتے ہین ان کے لئے ایک بزرگ انسان کی مریدی بعید نہین۔ سوم جن کا تم ذکر کرتے ہو ہمارا ان پر اعتراض نہین۔

(۲) ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون مین یعلمکم کا تکرار تاکید کے لئے ہے اور یہ اطناب ... ہے اور کیا واو تفسیری نہین ... سے مغایرت کے لئے ثابت کرتے ... پھر کیا کتاب و حکمۃ مالم تکونوا تعلمون کے نیچے نہین آ سکتی ہو ... ہم کسی اور بات کو تلاش کرین۔ پھر مراد ... سے علم وحی و لدنی تسلیم کی جا سکتی ہے مگر اس سے آپ کا طرز ذکر و مراقبہ و حبس تنفس وغیرہ کس طرح ثابت ہو جائیگا۔ وہ تو پھر بھی اسی طرح ثبوت کا محتاج رہیگا۔ آپ اصول حدیث کے مطابق روایت کے سلسلے کے اظہار سے یہ ثابت کرین۔ کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم صحابہ کو دی۔ مین حیران ہون۔ کہ پھر یہ طریق ائمہ حدیث سے کیون مخفی رہا اور کیون اونہون نے بیان نہ کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح ذکر کی ہدائت فرمایا کرتے تھے اور یون مجلس مین بٹھا کر پھونکین مارتے تھے اور حبس نفس و حرکت نبضی اور اختلاج قلب کا مرض پیدا کرنے کی ہدائت دیتے تھے۔ آخر یہ طریق کوئی ایسا تو نہین جو ملفوظات مین نہ آ سکے وہ کیفیت تو ہم نے مانا کہ الفاظ مین نہ آ سکے۔ مگر ذکر کا یہ طریق بھی کیا ایسا امر ہے جو علم حصولی و حضوری دونون سے برتر ہے؟ اگر یہی بات تھی۔ تو تمہاری کئی کتابین مین دکھا سکتا ہون جن مین یہ مذکور ہے ایک کتاب اردو کی تو مجھے خوب یاد ہے جو کسی مرادآباد کے نقشبندی نے لکھی تھی اس مین عجیب عجیب فسانے ہین چنانچہ ایک پیر صاحب کی کرامت لکھی ہے۔ کہ آپ تہجد پڑھ رہے تھے ایک برات گذری جس مین باجہ تھا۔ آپ کو غصہ آگیا اور ان سب کو ایک پیالہ کے نیچے قید کر دیا۔ آپ اپنے پیر کے پاس چلے گئے چھ ماہ تک وہ سب برات کے آدمی اسی مین قید رہے بھلا ان مزخرفات پر ایمان لانیوالی قوم سے یہ بعید ہے کہ وہ خیالی باتون پر خوش نہ ہوتے رہین ان کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو آنکھین بند کر کے گھر مین بیٹھا بیٹھا یہ سمجھے کہ مین لنڈن پہونچگیا ہون اور وہ اس عالم خیال مین اس کے تمام بازار اور مکانات مین گھوم آئے۔ مگر جب آنکھین کھولے پھر وہین کا وہین ہو۔ اسی طرح بعض لوگ آنکھین بند کر کے کمالات نبوت و رسالت سے حب صرفہ تک کی منزلون کو طے کر جاتے ہین مگر جب آنکھین کھولتے ہین۔ تو پھر کولھو کے بیل کی طرح وہین کے وہین۔ پھر میرے آقا پر اعتراض کرتے ہین کہ اوس نے نبوت کا دعوے کیون کیا۔ اے حضرات تم بھی ان منزلون سے گذرتے ہو مگر خیالی طور سے۔ جیسے کوئی اپنے تصورات کے میدان مین کسی شہر دیکھتا ہے اور حقیقت مین وہ وہان نہین ہوتا لیکن وہ جو میرا مسیح تھا۔ وہ ان نبوت کے شہرون کا مالک کیا گیا۔ اس لئے اوس نے جو کچھ پایا وہ خیالی طور سے نہین بلکہ حقیقی طور سے پایا اور یہی وہ علم لدنی اور علم وحی ہے جس کی وراثت مسیح موعود تک پہونچی۔

باقی رہین یہ احادیث اذا ذکرنی فی نفسہ اور الذاکرون اللہ کثیرا۔ مین نہین سمجھتا ان کے پیش کرنے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ اللہ کا ذکر ایک مجمل بات ہے ہم تو یہ پوچھتے ہین کہ اس اجمال کی تفصیل مین آپ کا طریق ذکر کیون کر آ سکتا ہے۔ مسلّم تو وہ امر ہو سکتا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل مین آیا۔ دیکھو اسی کی تفصیل مین مسلم مین ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ۔ یعنے سب سے فضیلت والا ذکر توحید کا ہے۔ یعنے اللہ کی توحید مختلف پیراؤن مین بیان کرتا رہے نہ صرف زبان سے بلکہ اس کے ہر ایک عضو اس کی ہر ایک حرکت و سکون سے ثابت ہو کہ خدا تعالےٰ واحد ہے۔ فی نفسہ سے تو مراد یہ ہے کہ انسان دل ہی دل مین خدا تعالےٰ کے انعامات اور فضل اور احسان اور اوس کی قدرتون کو یاد کرے اس سے مراد دل دھڑکانا نہین۔ کیا آپ حدیث پڑھتے اس لئے پیش کئے جاتے ہین کہ آپ کا مخاطب رعب مین آجاوے۔ ہمارے نزدیک اس کثرت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جبکہ اصل مقصد پر کچھ روشنی نہین پڑتی۔ اگر حنظلہ نے کہا کہ ہم جنت و دوزخ کے ذکر سے ایسے متاثر ہوتے ہین کہ گویا اپنی آنکھون سے دیکھ لیتے ہین اور باہر آکر یہ حالت نہین رہتی تو اس سے ذکر بہ حبس نفس و حرکت نبضیہ و تصور شیخ کس طرح ثابت ہوگیا۔ یہ ایک واقعہ ہے جس کے تجربہ کار ہم سے بڑھ کر آپ نہین ہو سکتے۔ ہمارے درمیان بھی خدا کا ایک برگزیدہ رسول رہا ہے۔ اس کا وجود آئینہ حق نما تھا ہم اس کے حضور خدا کو ان آنکھون سے دیکھ لیتے مگر جب وہ دور مین ہماری آنکھون سے ہٹ جاتی۔ تو پھر وہ کمزوری نظر آنے آجاتی۔ اچھا مین یہ پوچھتا ہون۔ کہ جب صحابہ ایسے پاک باطن اس اثر کو محفوظ نہین رکھ سکے۔ تو تم تیرہ سو برس کے بعد اس کے محفوظ رکھنے والے بلکہ اسے تقسیم کرنے والے کون ہوتے ہو۔

چوتھی حدیث مین ابو ہریرہ سے روائیت کی ہے کہ اما الآخر فلو بثثتہ لقطع ھذا البلعوم۔ اب علماء نے اس کے جو معنے کئے ہین اس کا تو قرینہ موجود ہے

اعوذ باللہ من راس الستین و امارۃ الصبیان خدا وسی راوی کا کلام ۔ اب تم لوگ جو معنے لیتے ہو۔ اس کا قرینہ کیا ہے ۔ اور کیا قطع بلعوم انما لحق کہنے پر ہی منحصر ہے اور کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوہریرہ ہی کے لئے مبعوث ہوئے تھے ۔ کہ اسے اس راز سے آگاہ کر دیا ۔ پھر نہیں معلوم وہ آپ لوگوں تک کیوں کر پہونچیگا ۔ اور ابوہریرہ میں دوسرے صحابہ سے کیا خصوصیت تھی کہ اسے قابل رازداری سمجھا ۔ پھر اگر کوئی علم لدنی تھا ۔ تو یہ بھی ضرور تھا کہ نقشبندیوں کا سلسلہ نسبت ابوہریرہ تک پہونچتا ۔ نہ کہ بقول ان کے حضرت ابوبکر و علی رضے اللہ عنہما تک جس کی کوئی سند ان کے پاس اصول حدیث کے مطابق نہیں کسی قلمی کتاب میں یہ لکھا ہوا کافی نہیں کہ فلان نے فلان سے سیکھا ۔ اور فلان نے فلان سے ۔ سید عبد القادر جیلانی فتوح الغیب میں تو کچھ اور لکھتے ہیں اور سینہ بسینہ یہ بتا گئے ۔ کہ میرے بعد یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھا کرنا خیال کرو ۔ یہ ان بزرگوں کی نیت پر کیسا حملہ ہے ۔ حدیث میں ہے ۔ نور اللہ امرءً سمع منی مقالتہ نبلغہا سمعہا ۔ مگر آپ ابوہریرہ رضؓ کو اس حکم کی تعمیل سے روکتے ہیں ۔ یہ صحابہ کی عظمت ہے آپکے دلوں میں ۔

مضغہ قلب میں ذکر جاری کرنے کا ثبوت آپنے اذا صلحت صلح الجسد کلہ سے دیا ۔ مگر یہ کہاں فرمایا کہ صلاح قلب اس میں لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا کر اختلاج پیدا کرنے سے ہوتی ہے ۔ صلاح کا ثبوت بھی چاہیئے یعنے اس پر وہ انعامات بھی مرتب ہوں جو اگلے صالح القلوب پر ہوئے ۔ جنمیں سے ایک وحی و الہام ہے اور اس سے نقشبندی محروم ۔ صقالۃ القلوب ذکر اللہ ہے تو یہ بھی فرما دیا ۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر ۔ یعنے ذکر سے مراد قرآن مجید ہے ۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب حدیث میں اس کی تشریح موجود ہے ۔ ما جلس قوم یتلون کتاب اللہ الا نزلت علیہم السکینۃ ۔ اب آپ سمجھئے اطمینان قلب کو نسے ذکر سے ہوتا ہے ۔ پھر خود متفق علیہ حدیث میں موجود ہے ۔ فما جلاء ھا قال تلاوۃ کتاب اللہ ۔ یعنے قلب کی جلا رکتاب اللہ کی تلاوت سے ہوتی ہے ۔ کثرت ذکرہ بھی ساتھ ہے مگر اس کی تفصیل نہیں ۔ جو آپکے لئے موجب استدلال ہو سکے ۔ ہم جسے ذکر اللہ سمجھتے ہیں اس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے دیتے ہیں مگر تم اپنے طریق کا ثبوت کوئی نہیں دے سکتے ۔ صرف یہ کہتے ہو ۔ کہ سینہ بسینہ چلا آتا ہے واذکر اللہ بالقلب تو ایک معمولی نقرہ ہے کہ ذکر باللسان تو ایک منافق بھی کرتا اور کر سکتا ہے ۔ فرائے ۔ دل و جان سے کرو ۔ اس میں اختلاج پیدا کرنے اور سرخ و سبز لطائف کی سیر کہاں ہے اور دوزانو وغیرہ ہو کر آنکھیں بند کرنے کا ثبوت آپ و تبتل الیہ تبتیلا سے دیتے ہیں یہ عجیب شخص ہے جو کسی آیت کی تفسیر لکھتے وقت نہ اپنے مسلمہ اصول کے مطابق کسی صحابی سے یہ بات مروی کرتا ہے نہ سلف صالحین میں سے کسی کا حوالہ دیتا ہے بلکہ اپنی رائے چلائے جاتا ہے حضرت اس کی تفسیر تو آگے موجود ہے ۔ چنانچہ فرمایا رب المشرق والمغرب لا الہ الا ہو فاتخذہ وکیلا ۔ یعنے ہر بات ہر کام میں ہر مشکل میں اپنے رب کو کارساز یقین کرنا یہ تو نہیں کہ ادھر سے اللہ اللہ ہو رہا ہے اور ساتھ ہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھے جاتے ہیں ادھر پیر صاحب کی قبر پر مراقبے ہو رہے ہیں اور ان سے مرادیں طلب ہو رہی ہیں ۔ بہت ہی افسوس کیا جا سکتا ہے ۔ اس شخص کے حال پر جو ایسی کلام سے استدلال کرے جس میں اس کا رد موجود ہو ۔ آپ ما دیا من الجنۃ ۔ قال حلق الذکر سے اپنے مزعومہ صورت کا حلقہ ثابت کر رہے ہیں اور نہیں سوچتے ۔ کہ اس سے تو وعظ کی مجالس مراد ہیں مگر وعظ وہ نہیں جو عرس کے موقعہ پر ختم پڑھے جاتے ہیں ۔ بلکہ وہ وعظ جن میں قرآن کریم کا بیان ہوتا ہے ۔ دوسری حدیث مسلم کی وہ تو خود ایسی ظاہر ہے کہ عقلمند انسان کو پیش کرتے بھی شرم آنی چاہیئے تھی ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک حلقہ پر تشریف لائے ۔ فرمایا ۔ ما اجلسکم ھھنا ۔ یہاں کیسے بیٹھے ہو ۔ عرض کیا ۔ نذکر اللہ و نحمدہ علی ما ھدانا الاسلام و من بہ علینا ۔ کہ ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں یعنے اس کی حمد کر رہے ہیں ۔ اس پر کہ ہمیں اسلام کی ہدایت دی ۔ اور ہم پر احسان کیا ۔ صحابہ کا بیان صاف ہے کہ ہم اللہ کے احسانات کو یاد کر کرکے اس کا شکر کر رہے ہیں ۔ کہ ہم ایسی گمراہی کے گڑھے میں پڑے تھے ۔ اب ہدایت کی مضبوط چٹان پر آ گئے ۔ پھر جب انسان اپنے حقیقی محسن کو پہچان لیتا ہے تو بات بات میں اس کا فضل و احسان سمجھتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ منکرین پر عذاب نازل ہے اور ہم محفوظ ہیں تو بے اختیار اس کی زبان پر الحمد للہ جاری ہوتی ہے ۔ صحابہ کی اس حالت کو ہم خوب سمجھتے ہیں کیونکہ خود ہم پر یہ انعامات ہوئے پس اسے کھینچ تان کر اپنے طریق کی توجہ مراقبہ پر بے جا سخت بے شرمی ہے ۔ مضمون نگار کے خیال میں تماشا یہ ہے ۔ کہ آدمی جب کبھی بیٹھتے ہیں ۔ تو گپیں ہی ہانکا کرتے ہیں ۔ یا کسی کا گلہ ہی کیا کرتے ہیں ۔ میرے دوست صحابہ چشتی نہ تھے ۔ کہ سرنگی طنبورہ سے راگ سنتے ۔ وہ تو مے حب الٰہی میں سرشار تھے ۔ اون کا ذرہ ذرہ رونگٹا رونگٹا زبان بن کر حمد الٰہی کرتا تھا ۔

باقی رہی یہ بات کہ رسول کریم نے کیوں پوچھا ۔ وہ یہ ایک معمولی بات ہے بلکہ آپ کا پوچھنا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ تمہارا مزعومہ حلقہ ذکر نہ تھا ۔ کیونکہ جس بات کی آپ خود تعلیم دیتے تھے اس کی ہیئت نشست کو خوب جانتے تھے ۔ اسے دیکھ کر ہی آپ پہچان سکتے تھے کہ صحابہ ایک دوسرے کو پھونکیں مار کر توجہ دے رہے ہیں ۔ پھر تم کہتے ہو ذکر جلی ہوتا ۔ تو رسول کریم خود معلوم کر لیتے ۔ اے بندہ خدا ۔ رسول خدا ۔ خدا کے رسول تھے عالم الغیب نہ تھے ۔ اور نہ صحابہ بے ادب تھے ۔ ایک بڑے آدمی کے آنے پر طرز محفل بدل جاتی ہے آپ اتفاقیہ یکایک آ گئے ۔ آدمی دیکھ کر از راہ محبت پوچھا ۔ کیا ہو رہا ہے اونہوں نے کہا کہ خدا کے حمد و شکر کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ فرمایا ۔ یباھی بکم الملائکۃ ۔ اس سے آگے ذرا ناظرین اپنی قوت نظریہ کو تیز کرائیں ۔ نقشبندی ذرا غضب کے جو ہر کھلتے ہیں ۔ آپ تصور شیخ کو اس آیۃ سے ثابت کرتے ہیں ۔ یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ ۔ بندہ خدا ذرا ہوش کرو صلوا علیہ کے یہ معنے کہاں ہیں کہ اپنے پیر کا تصور باندھو جس کی محبت غالب ہو ۔ اوس کا تصور ہر وقت لازم حال ہوگا ۔ مگر کیسا تصور اس کی تشریح بھی خود تم نے وہ مانی ہے جو ہمارے مطابق ہے ۔ یعنے تصویر کو دیکھنا مفید نہیں پس صلوا علیہ کے یہ معنے نہیں کہ نبی کریم یا اپنے شیخ کی تصویر کو ذہن میں حاضر رکھو ۔ بلکہ اس سے مراد تو یہ ہے کہ خدا کی رحمت کاملہ کا نزول ہو اس سید الرسل پر ہو درود صرف زبان سے مفید نہیں بلکہ اس کے ساتھ دل میں ایک جوش ہونا چاہیئے ۔ کہ واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

ہوتے ہیں اور ان سے درجات میں ترقی ہو۔ اگر ایک شخص کی زبان پر اللهم صل ہے مگر اس کے اعمال ایسے ہیں جن سے نبی کریم کے جادۂ حق کی ہتک ہوتی ہے۔ تو یہ درود نہیں۔ بلکہ درود تو اس کا نام ہے کہ وسلموا تسلیماً یعنے اپنے تئین فرمان برداری مین فنا کر دے۔ اور اپنا مال و جان اس علیٰ سرکار کو سونپ دے۔ یہ نہین کہ اس کی شریعت کے خلاف طریقے نکالکر زبان سے نہین تو عمل سے نبوت کا ادعا کرے۔ اعاذنا الله منہا۔

آگے تم لکھتے ہو۔ الله کلام مفید ہے شکر ہے اتنا تو مانا کہ ندا یہان حذف ہے۔ اور پھر مقصود بالندا پچیس بار کے بعد ظاہر کیا جاتا ہے۔ حضور! یہ تو فرمائیے۔ کہ پچیس کی قید جناب نے کہان سے لگائی۔ کیا یہ بھی قرآن مجید مین آئی۔ یا نبی اکرمؐ نے فرمائی یا کسی صحابی نے بتائی۔ یا سولت لکم انفسکم امراً۔ اور کیا تعداد کا مقرر کرنا قیاس پر ہو سکتا ہے اور یہ دعوے شریعت جدیدہ نہین؟ قل الله ثم ذرہم مین یہ حکم تو نہین۔ کہ الله الله رٹتے رہو۔ حضرت یہ مرفوع ہے۔ اس کا عامل رافع بھی کوئی چاہیئے۔ اس سے پہلے ہے۔ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ اس کا جواب الله اور لاتقوم الساعۃ علےٰ احد حتی یقول الله الله مین بھی یہ مراد نہین۔ جو تم سمجھے۔

قال کا مقولہ ہمیشہ جملہ ہوتا ہے پس الله کے ساتھ کچھ ضرور محذوف ہے۔ مثلاً الله موجودٌ

مین سچ کہتا ہون کہ تم اس اعتراض کا جواب نہین دے سکے کہ لا اله الا الله ایک دفعہ کہکر الا الله الا الله بار بار کیون کرتے ہو۔ یہ تاکید کے لئے ہے۔ ذرا اپنے قلب کی نیت پر نگاہ کر کے جھینپ جاؤ۔ اور پھر یہ کہنا کہ اخلاق عادات اطوار مین وہ تبدیلی ہوگی۔ جو صحابہ کرام مین تہی۔ (صلا) منہ کی باتین ہین۔ ایک معمولی اخلاق کا شخص بھی کسی کی ذات پر پھر اس سے گذر کر ایسی عصمت مآب پر جس کا کوئی حال معلوم نہین اور نہ کسی شریف باطن سے جو اس گروہ مین سے ہونے کا دعوے کرے جنھون نے کہا از سگ کمترم یہ گندی مثل نکلتی ہے جو تم نے صفحہ ۲۷ کی آخری سطر پر لکہی ہے اور جسے دُہرا کر مین بدر کی وقعت کم نہین کرنا چاہتا۔

آپ مسمراً نزرا اور ایسے طریقے کے موقعون مین یہ بلا استثنا بیان کرتے ہین کہ ان کی قبرون پر رونق ہوتی ہے۔ حضرت یہ پرچھائی کی برکت کی نشانی نہین

بلکہ تعلیم کے نقص پر دال ہے یون تو ہر دوار اور جگناتھ جی پر بھی بہت سی مخلوقات جاتی ہے۔ پھر جن بزرگون کا ذکر کرتے ہو۔ ان کی بزرگی ہمین مسلم ہے ان کے مرجع خلائق ہونے کا راز اختلاج قلب اور تخیلات نہ تھے۔

تم اعتراض کرتے ہو کہ مسیح موعود کے مرید ایک کامل صاحب ارشاد نقشبندی کے مریدون کے برابر نہین اگر یہ کسی سلسلہ کے کذب کا نشان ہو سکتا ہے تو سب سے پہلے اس اعتراض کا ہدف وہ ہوتا ہے جس کی نسبت قرآن مجید مین آیا۔ ما امن معہ الا قلیل۔ نوح کی کشتی مین ۹۵۰ برس کے بعد کتنے آدمی تھے۔ ما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین کے کیا معنے ہوتے امید ہے یہ پڑھکر تھوڑی شرم آگئی ہوگی۔

تم اس فقرے کے معنے نہین سمجھے کہ حضرت خاتم النبیین صلے الله علیہ وسلم کے باندہے ہوئے قانون سے باہر نکلنا موجب عار جانتے ہین اس کا مطلب ہے کہ دل مین تو چندان وقعت نہین مگر بظاہر شرما شرمی لوگون کے طعنون سے ڈر کر نماز بھی پڑھ لیتے ہین ورنہ اصل راز سلوک تو وہی ہو ہو کرنا سمجھتے ہین۔ اسی لئے یہ فقرہ اس سے آگے لکھا گیا۔ اعمال مسنونہ کو وصل باللہ یا لقاء الله کا موصل ہرگز نہین جانتے اور یہ صحیح ہے کیونکہ اگر نماز کو معراج تک کے کمالات کے حصول کا ذریعہ سمجھین تو یہ نئی نئی پچیسی عبادتین کیون نکالین۔ قرآن تدبر سے نہین پڑھتے اس کا ثبوت ان کے پڑھنے سے ملتا ہے اس سے آگے اب ہم پر اعتراضون کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہ تم ایسے تم ایسے۔ چونکہ یہ بحث اس وقت غیر مقصود ہونے کے لحاظ سے غیر متعلق ہے اس لئے ہم اس بارے مین زیادہ نہین لکھنا چاہتے صرف مختصراً عرض کرتے ہین۔

(۱) قرآن مین فوت و موت کا فرق تم نے نہین سمجھا۔ موت کے تو جو دہ معنے ہین مگر توفی جب الله فاعل انسان مفعول ہو تو یقیناً قبض روح کے معنون مین آتا ہے۔ بل رفعہ الله الیہ ایک وعدہ کا ایفا ہے۔ جو انی متوفیک ورافعک مین مذکور ہے۔ توفی کے بعد رفع کا ذکر قرینہ ہے اس بات کا کہ یہان رفع سے وہ رفع روحانی مراد ہے۔ جو موت کے بعد اولیاء الله کا ہوا کرتا

ہے۔ پھر اذ قتلتم نفساً فادّٰرءتم فیہا مین اس واقعہ صلیب کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم نے ایک عظیم الشان نفس (مسیح) کو قتل کرنا چاہا اور اپنی طرف مار ہی ڈالا۔ مگر پھر خود ہی اختلاف کیا۔ لیکن اگر ان واقعات کو ایک دوسرے کے مقابل کیا جائے۔ تو خود ہی یہ امر کھل جاتا ہے۔ کہ اللہ نے اس غش خوردہ کو زندہ کر لیا۔ یہ ایک افترا ہے کہ ہمارے امام کا یہ مذہب تھا۔ کہ عیسیٰ کا باپ یوسف نجار تھا آپ نے چشمہ معرفت مین جو آخری کتاب ہے۔ آریہ کے رد مین صراحت سے لکھا ہے کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ مین معراج سماوی کا ثبوت کہان ہے۔ وہان تو انتہا کا ہی ذکر ہے یعنے الی المسجد الاقصیٰ۔ پھر تم اس آیت کے معنے ہی نہین سمجھتے۔ تمہارے نزدیک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے۔ مگر اسے تو طیطس رومی نے ۷۰ء مین جلا کر خاک کر ڈالا تہا۔ اور وہ نبی کریم صلے الله علیہ وسلم کے زمانہ مین کہان موجود تہی۔ جہان تک جناب رسالتمآب نے سیر کیا۔ اگر اس واقعہ کو کشف بحالت بیداری مانا جائے تو پھر کوئی اعتراض نہین رہتا۔ کیونکہ الله تعالےٰ نے یہ سب مقامات دکہا کر یہ بتایا۔ ایک وقت سب کچھ تیری تحت مین آتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن اگر تم ایسے کشف کو نہین مانتے تو مین ظاہری معنے مراد لیتا ہون سنو! وہ مسجد اقصےٰ جو تم مراد لیتے ہو وہ تو اس وقت موجود ہی نہ تہی اور نہ اصطلاحی معنون کے لحاظ سے وہ مسجد تہی۔ مسجد دور کی مسجد جو بیت الحرام سے دوسرے موقعہ پر تہی وہ تو مدینہ نبوی کی مسجد ہے اور سب لوگ جانتے ہین کہ آپ راتون رات المسجد الحرام سے نکلے اور پھر اس مسجد اقصیٰ تک پہونچے جس کے لئے حدیث مین بھی آیا ہے کم بینہما۔ اربعین سنۃ۔ کسی مسلمان کو بت پرست ہونے کا الزام دیا گیا۔ تو یہ غلط نہین ہو سکتا۔ کیونکہ الله تعالیٰ فرماتا ہے ما یؤمن اکثرہم بالله الا وہم مشرکون۔ تعجب کہ تم دلون مین پیر کا بت محفوظ رکھنے سے مؤمن کے مؤمن رہتے ہو مگر کسی احمدی کے پاس مسیح کی تصویر ہے تو وہ بُت پرست ہوگیا۔ اے افترا کرنے والے خدا سے ڈر۔ دیکھو تم خود مان گئے۔ جن مین پوری اخلاق محمدی ہون۔ محبوبیت الٰہی کے درجہ پر پہونچ چکے ہون۔ وہ بلاریب مظہر محمد بوجہ اتم کہلانے کے لائق ہوتے ہین۔ پس ہمارے امام کے محمدؐ و احمدؐ کہلانے

* یہان بھی غلطی ورنہ عربی فعل کے مفعول کا ذکر ضروری نہین۔

پر کیون معترض ہو حالانکہ خدا احمدی شان نے اس بات کو ثابت کر دیا۔ جو کسی نقشبندی مین نہین پائی گئی یعنے نزول وحی۔ مقابلہ اعداء اللہ۔ پیشگوئیان۔

باقی فنا فی اللہ اور وجودیون وغیرہ کا ذکر جو کیا گیا۔ اس کا اصل آپ ہی مانتے ہین۔ اگر آپ ان کے لئے تاویل کرتے ہین تو ہمارے اقوال مین بھی کیجئے۔ لیکن آپنے تو جہان انت منی بمنزلۃ توحیدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی لکھا۔ وہان اس کی تشریح بھی فرمادی ہے۔ مسمر ائزر اور یوگی آجکل کے نام نہاد صوفیون سے زیادہ عجوبے دکھا سکتے ہین۔ اس سے آگے آپ حضرت مسیح پر کسی جرمانے وغیرہ کا ذکر کرتے ہین۔ شاید اپنے امام شیخ احمد سرہندی کا جیل مین جانا بھول گئے باقی رہا حکم دینے والون کو تکالیف کا پہنچنا سو یہ سب کچھ ہو چکا۔ مگر جو باوجود کئی معجزات دیکھنے کے پھر بھی لو کان انزل علیہ اٰیۃ ہی پکارے جادین ان کا کیا علاج کیا جائے۔ وکیل وغیرہ کرنا قابل اعتراض ٹھہراتے ہو۔ اور نہین خیال کرتے۔ کہ انبیاء باوجود نزول وحی پھر بھی اسباب سے کام لیتے رہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے سیھزم الجمع ویولون الدبر کا اعلان کر دیا تھا۔ مگر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہین رہے بلکہ جنگ کئے۔ دو دو زرہین پہنین۔ جاسوسون کے ذریعے خبرین منگوائین۔ وہ اعتراض کرو۔ جو کسی دوسرے نبی پر نہ ہو۔

مین تازیانہ نقشبندیہ کے متعلق ہی کچھ لکھنا چاہتا ہون جو میرے ایک مضمون کے جواب مین ہے۔ جو الحکم مین چھپا تھا۔ اس کے دو حصے ہین ایک مین تو ذکر اللہ کی نسبت لکھا ہے اس مین کوئی ایسی نئی بات نہین جس کا جواب مین اس یا اس سے پہلے مضامین نہ دیچکا ہون مشکل یہ ہے کہ جواب دینے والا ایسی حدیثین یا آیات پیش کرتا ہے جنمین ذکر اللہ مجمل آیا ہے جہان تفصیل دی ہے وہان بھی فرمایا۔ بالتسبیح والتکبیر والتہلیل والتحمید۔ پس مین یہ پوچھتا ہون کہ تمہارے تصوف کے تمام طریقون کا ذکر کیون صحاح ستہ مین نہین جبکہ تمہارے اعتقاد کے موافق وصول الی اللہ کے لئے یہ بھی ضرور ہے دین مخفی نہین رہنا چاہیئے صحابہ نے استنجے وغیرہ کرنے کے قواعد تو بتا دئے مگر نہ ظاہر کیا تو ذکر کا طریقہ۔ وہ سینہ بسینہ چلا آیا۔ کیونکہ آئمہ حدیث سب نااہل تھے۔ ان سے یہ راز مخفی رکھا گیا۔

دوم وہ حصہ ہے جس مین مین نے ان اعتراضات کا جواب جو سید الاولیاء۔ بروز الانبیاء پہ کئے جاتے ہین خود نقشبندیون کے پیران طریقت کے کلام سے دیا ہے۔ وہ باتین یہ تھین۔ (۱) ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتا ہے (۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی بشارت کا سلسلہ جاری رہے گا (۳) کمالات نبوت متبعین سلسلہ محمدیہ مین ہی آتے ہین (۴) غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت بلکہ بعض باتون مین اولوالعزم انبیاء مین جا ملنا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کے دعوے اور ان کے بعض خطاب مثل قیوم وغیرہ۔ (۵) غیر نبی پر صلوۃ (۶) خضر والیاس ومسیح کا وفات یافتہ ہونا (۷) طلب معجزہ طریق اہل حق نہین (۸) کرامت وخوارق شرط ولایت نہین۔ (۹) احیاء موتی سے روحانی احیاء مراد ہے (۱۰) قرآن شریف کی آیتون کا الہام ہونا (۱۱) جناب رسول اللہ کو ماننے کے علاوہ بعض اولیاء کا انکار بھی مردود جناب الٰہی کر دیتا ہے (۱۲) یا شیخ عبد القادر پڑھنا جائز نہین (۱۳) کوئی ریاضت ومجاہدہ خلاف سنت نبوی جائز نہین (۱۴) بے رمع کیفیات واذکار نماز ہے (۱۵) مخالف طریقے کے پیچھے نماز نہین ہوتی۔ (۱۶) مجدد آخر سب مجددون سے افضل ہے (۱۷) کرشن وغیرہ ہندمین نبی تھے۔ (۱۸) مسیح موعود کی تمام پیشگوئیان اسلام کی حقیقت ثابت کرنے کے لئے ہین۔

ان باتون کے ثبوت کے لئے مین نے صریحاً شیخ احمد سرہندی و دیگر پیران طریقت نقشبندیہ کا کلام نقل کیا کہ جسمین تاویل کی گنجائش نہین۔ میرے مخالف ان سب جوابون کو تسلیم کر لیا ہے۔ وہ صرف یہ کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب مین یہ کمالات نہین تھے اور بات ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

میرا مطلب صرف اتمام حجت تھا اور یہ کہنا۔ کہ شیخ احمد سرہندی وغیرہ جب ان باتون کے مدعی ہین۔ تو تم لوگ انہین کافر نہین کہتے۔ تو کیا وجہ ہے کہ حضرت سید المعصومین خاتم الخلفاء کو ان اقوال وعقائد کی وجہ سے کافر کہتے ہو پھر بعض باتون مین بدظنی سے کام لیا ہے مثلاً جہان مین نے حوالہ دیا ہے کہ حقیقت محمدی مین ایک مقام آتا ہے جب کہ تابع عین متبوع ہو جاتا ہے تو اس کے جواب مین لکھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے تابع محمد ہو کے مدعی ہین۔ یہ ان کا افترا ہے وہ لوبار بار فرماتے ہین کہ مجھ مین جو کچھ ہے وہ کمالات محمدیہ کا عکس ہے اور شیدہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہون ذاتی طور سے مجھے کسی خوبی کا دعوے نہین۔

پس اس پر مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی نقشبندیون کے لئے یہ میری آخری تحریر ہے اب مین اتمام حجت کر چکا۔ جب تک کوئی نئی بات نہ ہوگی جواب نہ دونگا۔

تحدیث بالنعمت

جب میرے شیخ کی کشش نے کشش کی۔ تو فوراً ہی مین نے اپنے کاروبار کو حوالہ خدا کر کے ٹنگون سے کوچ کیا۔ اگرچہ میری طبیعت علیل تھی اور کچھ تلاطم بھی سمندر تھا۔ مگر مجھے شوق زیارت نے کچھ بھی محسوس نہ ہونے دیا۔ چوتھے روز کنارہ نظر آیا اور بے تابانہ طور سے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر کلکتہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آخر خدا خدا کر کے ہم کنارہ پر پہونچ گئے ہر ایک امنگون اور خواہشون سے بھرا ہوا دل سے کر جلد اترنے مین بازی لے جانی چاہتا تھا اور ہر ایک کی آرزوئین جداگانہ تھین۔ مگر میری تمنا ورجا اپنے شیخ کے درشن کی تھی۔

کلکتہ اعلیٰ تعلیم اور سلطنت انگریزی کا مرکز ہونے کے سبب ہر گذرنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور ایسا نظارہ دکھاتا ہے کہ دل اس کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور شاید انہین باتون کے سبب بنگال کا جادو مشہور ہو گیا ہوگا۔ مگر باین ہمہ ایک شب سے زیادہ مجبوراً ٹھہر سکا کیونکہ مجھے اپنے پیا کا نام زبان پر اس کی یاد دل مین اور اس کے لقاء کا تصور دماغ مین تھا۔ راستہ مین اسلامی شاہنشاہون کی قابل فخر آثار نظر آتے تھے اور خاص کر جب مین الٰہ آباد پہونچا اور اس کا نام سنا اور اس کے اندر توحید گٹی پائی گئی اور اس کے بانی حضرت جلال الدین اکبر علیہ الرحمۃ پر ہزار ہزار رحمتین ہون دل سے دعا نکلی۔

غازی آباد سے ہوتے ہوئے جب مین دہلی پہنچا جو ہندوستان کا کسی وقت دل تھا۔ اس کے قلعہ معلی نے خشکی مین برسات کا عالم بنا دیا۔ یعنے میرے آنسو جاری ہو گئے اور بے ساختہ مونہہ سے نکل گیا۔ ؎

پردہ داری مے کند بر قصر قیصر عنکبوت
چغد نوبت مے زند بر گنبد افراسیاب

اور پھر شاہی مسجد کے بلند میناروں نے اسلامی شان و شوکت کا منظر آنکھوں کے سامنے کھڑا کر دیا۔ مگر مین وہان بھی نہ اترا۔ کیونکہ وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد کا عالم تھا پس سیدھا امرتسر اور پھر بٹالہ اور وہان سے قادیان چلا آیا۔ دل کی ٹھنڈک آنکھون کے نور نور الدین کے نور سے دل کو مسرور کیا۔ ایک عشرہ بعد ہلال رمضان شریف نے اپنا مبارک مکھڑا دکھایا میرے پیر نے حکم دیا۔ کہ ابو سعید ہمین نماز تہجد مین قرآن شریف سنا دے۔ مجھے بڑا تردد ہوا۔ کیونکہ مدت کی علالت و کثرت مشاغل و تغافل کے سبب کئی سالون سے مینے قرآن شریف نہ سنایا تھا۔ اور مین خیال کرتا تھا کہ مجھے قرآن شریف نے بھلا دیا۔ چونکہ میرا اعتقاد تھا۔ اور ہے۔ کہ اولیاء الرحمان کے احکام کی بجا آوری مین بڑے بڑے فوائد دنیوی و اخروی ہوتے ہین اس لئے تعمیل حکم مین مین نے لبیک کہا۔ چونکہ مینے ایک بزرگ علیہ الرحمۃ کا قصہ سنا ہوا تھا۔ کہ اونہون نے ایک شخص کو کہا کہ تو حافظ ہے اور وہ حافظ ہو گیا۔ مین نے خیال کیا کہ جب میرے پیر کہتے ہین۔ کہ تو قرآن شریف سنا۔ تو مین ضرور سنا سکونگا۔ اس کے بعد مین نے الحمد للہ کہہ کر قرآن شریف شروع کر دیا۔ اور خدا نے اپنا کلام مجھ پر آسان کر دیا۔ وھذا من فضل ربی۔

قرآن شریف سنانے کی حالت مین خدا نے مجھ پر خاص فضل کیا جسکو بطور معجزہ کے پیش کرتا ہون۔ وھو ہذا۔ مین کئی سالون سے فکر کیا کرتا تھا۔ کہ قرآن کریم نے بار بار زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے مگر اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہین کیا۔ قرآن تمام جہان کے لئے ہے اور احکام کلیہ بیان کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ زکوٰۃ کے لئے کوئی وقت مقرر نہین کرتا۔ دنیاوی سلطنتین بھی سالانہ انکم ٹیکس رعایا سے وصول کرتی ہین اور نبی اکرم منبع الخلائق نے بھی زکوٰۃ کا حکم سال مین دیا ہے اور وہ ہمارے لئے حجت ہے۔ مگر آن سرور کائنات نے بھی تو قرآن کی کسی آیت سے استنباط کیا ہوگا۔ اگر اس کا ماخذ قرآن کریم سے مل جاوے۔ تو نہائیت خوشی کا مقام ہے۔ جب مین سورۂ نور پڑھ رہا تھا۔ اور اس جگہ پہونچا۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً۔ یعنے جو لوگ دولت جمع کرتے ہین اور خرچ اوس مین سے خدا کی راہ مین نہین کرتے اونکو دردناک عذاب ہوگا اور اوس دن سونا اور چاندی سرخ کرکے جہنم کی آگ مین ان کے ماتھے اور پیٹھون پر نشان کئے جاوینگے یعنے اوس وقت وہ مال اون کو کچھ نفع نہ دیگا جیسا کہ قومی و ملکی نمک حرام عبد الکریم پاشا کو نہ دیا اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچگیا)

پس کہا جائیگا چکھو مزا مال جمع کرکے خرچ نہ کرنے کا تحقیق گنتی مہینون کی خدا کے نزدیک بارہ مہینے ایک سال کے ہوتے ہین۔ انفاق یعنے زکوٰۃ کے ساتھ سال کے دورے کا ذکر کرنا صریح دلالت کر رہا ہے کہ زکوٰۃ سال مین ایک دفعہ دینی چاہیئے۔ ورنہ کلام بے ربط ہوتا ہے اور خدا کا کلام بے ربطی کے نقائص سے منزہ ہے۔ اس کے سوا ... ... اس آیت کے اور معنے نہین ہو سکتے۔ مینے پنجاب ہندوستان بنگال عرب وغیرہ کے علماء سے دریافت کیا مگر کسی نے اس کا شافی جواب نہ دیا۔ اس آیۃ کے حل ہو جانے کے بعد مینے اس کو قرشی نسباً حضرت امیر المومنین قبلہ مولوی نور الدین اللھم اجعلہ کاسمہ آمین بحق طٰہٰ و یٰسین اور مخدومی حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب مدرس اول عربی قادیان کے روبرو پیش کیا۔ آپنے بہت پسند کیا۔ اور پھر مجھے اس شعر کی تصدیق ہوئی۔

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنہ افھام الرجال

اور بے اختیار دنیا کو ذلت کے گڑھے سے نکالکر عزت کے اعلےٰ مقام پر پہونچا کر مسلط کرا دینے والے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔

اللھم صل علی سیدنا محمد و بارک وسلم۔

عاجز ابو سعید عرب (حاجی الحرمین)

نظم

(طبعزاد حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب)

نوجوان سید کے قابل قدر خیالات اور عالیہ اشعار قابل داد ہین

کوئی گیسو مرے دل سے پریشان ہو نہین سکتا
کوئی آئینہ مجھ سے بڑھ کے حیران ہو نہین سکتا
کوئی یاد خدا سے بڑھ کے مہمان ہو نہین سکتا
وہ ہو جس خانۂ دل مین وہ ویران ہو نہین سکتا
الٰہی پھر سبب کیا ہے کہ درمان ہو نہین سکتا
ہمارا درد دل جب تجھ سے پنہان ہو نہین سکتا
کوئی مجھ سا گنہ گار ہون پر پشیمان ہو نہین سکتا
کوئی یون غفلتون پر اپنی گریان ہو نہین سکتا
چھپا ہے ابر کے پیچھے نظر آتا نہین مجھ کو
مین اوس کے چاند سے چہرہ پہ قربان ہو نہین سکتا
خدارا خواب مین ہی آکر اپنی شکل دکھلا دے
بس اب تو صبر مجھ سے اے مری جان ہو نہین سکتا
وہان ہم جا نہین سکتے یہان وہ آ نہین سکتے
ہمارے درد کا کوئی بھی درمان ہو نہین سکتا
چھپین وہ لاکھ پردون مین ہم اون کو دیکھ لیتے ہین
خیال روئے جانان ہم سے پنہان ہو نہین سکتا
زر خالص سے بڑھ کر صاف ہونا چاہیئے دل کا
ذرا بھی کھوٹ ہو جسمین مسلمان ہو نہین سکتا
ہوا آخر نکل جاتی ہے آزار محبت کی
چھپاؤ لاکھ تم اوس کو وہ پنہان ہو نہین سکتا
نظر آتے ہے اپنے حال پر وہ بھی پریشان ہے
ہمارا خواب یہ خواب پریشان ہو نہین سکتا
خدایا مدتین گذرین تڑپتے تیری فرقت مین
تجھے ملنے کا کیا کوئی بھی سامان ہو نہین سکتا
بھلاؤن یاد سے کیونکر کلام پاک دلبر کو
جدا مجھ سے تو اک دم کو بھی قرآن ہو نہین سکتا
مکان دل مین لاکر مین غم دلبر کو رکھونگا
مبارک اس سے بڑھ کر کوئی مہمان ہو نہین سکتا
وہ ہین فردوس مین شادان گرفتار بلا ہون مین
وہ غمگین ہو نہین سکتے مین خندان ہو نہین سکتا
معافی دے نہ جب تک وہ مرے سارے گناہون کی
جدا ہاتھون سے میرے اس کا دامان ہو نہین سکتا
ہر اک دم اپنی قدرت کے انہین جلوہ دکھاتا ہے
جو اوس کے ہو رہین پھر اون سے پنہان ہو نہین سکتا
ہزارون حسرتون کا روز دل مین خون ہوتا ہے
کبھی ویران یہ گنج شہیدان ہو نہین سکتا
مثال کوہ آتشبار کرتا ہون فغان ہر دم
کسی کا مجھ سے بڑھ کر سینہ بریان ہو نہین سکتا
ہون اتنا منفعل اس سے کہ دیکھا تک نہین جاتا
مین اس سے مغفرت کا بھی تو خواہان ہو نہین سکتا
کیا ہے یہ دل اپنا جان سے حیران ہون
رہے کوئی دن بھی اس سے دور اب ہو نہین سکتا

مین مبتلا ہوگیا۔ ولقد ھمت بہ وھم بھا۔ کا ترجمہ فرماتے ہیں۔ اور اس عورت نے اون سے قصد کیا اور انہون نے اس سے۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ ایک خدا کے نبی کی ہتک ہے ایک معمولی مومن بھی یہ نہیں کرسکتا۔ حضرت یوسف کی کوشش تو اس عورت کی کوشش کے خلاف تھی۔

ھیت لک کا ترجمہ صرف آؤ کرنا بھی قرآن کے الفاظ کے نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ اس کا صحیح مفہوم ان الفاظ مین ادا ہوگا۔ آپ تم آجاؤ۔ اور یہ ساری تیاری تیرے لئے ہے۔ یا یہ کہ لو آؤ کہتی ہون تجھے۔ یہ اخبار والے جو ریویو کرتے ہیں۔ تو وہ صرف ترجمہ کی عبارت پڑھ لیے جاتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن کے الفاظ کیا ہین جن کا یہ ترجمہ ہے۔

عقائد کے لحاظ سے بھی ہمارے لئے یہ ترجمہ کوئی مفید نہیں ہوسکتا بلکہ مضر ہے۔ جعل السقایۃ فی رحل اخیہ کا ترجمہ فرماتے ہین۔ اپنے بھائی کے تھیلے مین گلاس رکھوا دیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ گویا یوسف علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) فریب کیا۔ یہ ایک نبی کی شان سے سخت بعید ہے۔ پھر غضب یہ ہے کہ خواہ مخواہ کسی کے اسباب مین چیز رکھ کر انہین انکم سارقون کہا جائے بدیں بادیعتہم مین تلاشی یوسف سے منسوب کردی ہے حالانکہ ذکر موذن کا ہے۔ اصل مین ان مفسرین کے دلون مین انبیاء کی عظمت نہین رہی ورنہ وہ ایسے معنے ترکین جن سے ایک نبی پر گناہ کا الزام آئے مگر یہان کچھ ایسی حالت ہو رہی ہے۔ کہ بلا تامل ترجمہ کئے جاتے ہین۔ انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی کا ترجمہ پروردگار کی یاد سے غافل ہوکر مال کی محبت اختیار کی گویا ایک سخت غلطی ہے۔ ایک نبی اور مال کی محبت کو خدا پر اختیار کرے۔ استغفر اللہ۔ ایسا ہرگز نہین ہوسکتا۔ فازلھما الشیطن کا ترجمہ شیطان نے پھسلا دیا۔ کرنا بھی غلط ہے۔ شیطان ہرگز نبی پر غلبہ نہین پاسکتا۔ اس کا صحیح ترجمہ ہے۔ پھسلانا چاہا اور یہ اس باب کا خاصہ ہے اگر تسلیم نہ ہو تو ہم حوالہ دیدینگے۔

ترجمہ کے ساتھ کوئی نوٹ نہ دیا بعض لوگ اس بات کو بہت اچھا سمجھتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون۔ کہ یہ کن لوگون کے فائدے کے لئے ہے اگر مبتدیون کے لئے تو ترجمہ لفظی چاہیئے تھا اور یہان ایسا پیچیدہ ترجمہ ہے کہ ایک مبتدی نہین سمجھ سکتا کس لفظ کا ترجمہ ہو باقی رہا طبقہ جو یہ سمجھ سکتے ہے کہ فلان لفظ کا ترجمہ ہو تو کیا اوس کو ترجمہ کی ضرورت نہین کہ وہ مطلب کو سمجھنے کے لئے یا کسی مشکل مسئلہ کے حل کے لئے کسی نہ کسی قدر تفسیر کا محتاج ہو۔ پس جس ترجمہ کے ساتھ کم نوٹ ہین وہ کسی کے لئے مفید نہین ہوسکتا۔ ایک غیر مذہب کے آدمی کے ہاتھ مین بھی ایسا ترجمہ دینا گویا اوسے اعتراض کرنے کا موقع دینا ہے۔ خیر اگر کلام الٰہی کی تفصیل کرنا مناسب نہ سمجھا تو کم از کم اس مین ایزادی تو نہ کرتے۔ جو مترجم کا اپنا خیال ہے مثلاً دیکھئے وانظر الی حمارک کا ترجمہ فرمایا ہے اپنے گدھے کو بھی دیکھو جو مرا پڑا ہے یہ مرا پڑا ہے حضور نے کہان سے سمجھ لیا اور جب طعام کے ساتھ لم یتسنہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ گدھے کو بھی زندہ نہ سمجھا جائے۔ بلکہ یہی تو دلیل ہے اس نظارہ و واقعہ کے کشفی ہونے کی۔ العظام تو اس کے اپنے بھی ہوسکتے ہین کشفی نظارے مین ہی دکھائی دے سکتے ہین اس سے آگے صرھن کا ترجمہ ٹکڑے ٹکڑے کرلے گئے ہین حالانکہ اس کے معنے ہلا لینے کے ایسے ہے جو سب تسلیم کرتے ہین۔

ان باتون پر نظر کرکے مین اپنی جماعت کے بھائیون کو ہرگز یہ مشورہ نہین دے سکتا کہ وہ اس ترجمہ کو کوئی نیا مفید ترجمہ سمجھ کر خریدین وہ ہمارے سلسلے کے لئے مطلق فائدہ رسان نہین۔ اور یون بھی اوس کے ترجمہ مین مجھے کوئی خاص خوبی نظر نہین آتی جو کچھ مینے لکھا ہے محض نیک نیتی سے لکھا مین اتنا بھی نہین جانتا۔ کہ مولوی فتح محمد خان کون ہین۔

ست سلاجیت گلگتی

علاقہ گلگت کے دور دراز کے پہاڑون سے ہمارے ایک دوست تازہ سلاجیت یعنی پہاڑی مومیائی سفر کی سخت محنتین اور مشقتین اٹھا کر لائے ہین یہ ایک قدرتی مشہور دوائی ہے جو کہ تمام بدن کی قوت کو بڑھاتی ہے۔ جریان کو دفع کرتی سستی اور کمزوری کو دور کرتی ہے بار بار پیشاب آنے کو روکتی ہے۔ دماغی قوت کو بڑھاتی ہے قیمت ۶ ماشہ ۹ر ۹ ماشہ ۱۲ر۔ ایک تولہ ۱۵ر۔ ۲ تولہ عہ ۱۲ر پانچ تولہ للعہ۔ محصول بذمہ خریدار۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام و خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح کے شاہی نسخون کے مطابق تیار ہوا ہے قسم اول ممیرا فی تولہ ۲ قسم ثانی ۱ سرمہ قسم اول عہ دوم ۱۲ر سوم قسم کی نلکی پشاوری و کلاہ بھی موجود ہے۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین مولوی نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین بیسوین تاریخ ماہ رمضان سے مسجد مبارک مین اعتکاف بیٹھ گئے ہین۔ آپ کے ساتھ کان رسالت کا چمکتا ہوا ہیرا سید محمود بھی معتکف ہے۔ مولانا کی فیض رسان طبیعت اس خلوت مین بھی جلوت کا رنگ دکھا رہی ہے۔ قرآن مجید سنانا شروع کیا ہے۔ صبح سے ظہر کی اذان تک اور پھر بعد از ظہر عصر تک اور عصر سے شام اور پھر عشاء کی نماز کے بعد تک تین پارے ختم کرتے ہین۔ مشکل مقامات کی تفسیر فرماتے ہین سوالون کے جواب بھی دیتے جاتے ہین یہ نہ تھکنے والا دماغ خاص موہبت الٰہی ہے۔

مسجد اقصےٰ مین ایک دفعہ قرآن مجید قیام رمضان مین سنایا جاچکا ہے۔ اب دوسری بار شروع کیا گیا ہے۔ دو راتون مین دس پارے نوجوان حافظ جمال احمد صاحب نے پڑھے ہین۔ مسجد مبارک مین بھی غیر معمولی طور پر جو اس دفعہ پہلی رات قرآن سنایا جاتا تھا وہ بیسوین رات کو ختم ہوگیا ہے۔ ۲۴ اکتوبر حاجی ابوسعید عرب کو امیر المومنین نے حیدرآباد دکن وغیرہ کے احباب کی خبر خیریت دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ سلامت روی و باز آئی۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

اب کے موسمی بخار کچھ ایسا عالمگیر ہوا ہے کہ جس طرف سے سنو یہی آواز آتی ہے کہ گھر مین ایک دوسرے کو کوئی پانی دینے والا نہین۔ امرتسر کی حالت خصوصیت سے قابل دید ہے جہان تعداد اموات دو سو روزانہ تک پہنچ چکی ہے چنانچہ اہل حدیث کے الفاظ اس کے متعلق یہ ہین۔ "امرتسر مین تعداد اموات اکثر زیادہ سے زیادہ بیس پچیس تک ہوا کرتی تھی۔ لیکن ان دنون موسمی بخار نے ایسی مہلک صورت اختیار کرلی ہے کہ تعداد اموات قریباً دو سو تک پہنچ چکی ہے۔ جن مین دو ثلث سے زیادہ مسلمان ہوتے ہین اور ابھی کمی کی کوئی صورت نظر نہین آتی۔ جس کو دیکھو وہی بخار مین مبتلا ہے اور مرے پر سو درے والی مشہور مثل آجکل امرتسر پر خوب صادق آتی ہے"۔ غالباً یہ وہی امرتسر ہے جس کے مسلمانون نے خدا کے نبی پر طائف کے رہنے والون کی طرح پتھر مارے۔ الحمد للہ کہ دار الامان مین نسبتاً بہت آرام ہے ناظرین کو ایک دو ہفتہ کے اخبار سے معلوم ہوچکا ہوگا کہ کاتب سخت بیمار ہے اب کے بمشکل اس نے چار کاپیان لکھ کر دی ہین دوسری طرف پریسمین جو باہر کا رہنے والا ہے بہت بیمار ہوگیا ہے